Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 4, Issue 4
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

نازیہ کنول
اسکالر، پی ایچ ڈی اردو، نمل اسلام آباد
ڈاکٹر نادیہ اشرف
لیکچرار اردو، نمل اسلام آباد

اردو سفر ناموں میں بلوچستان کی منفرد شادی بیاہ کے رسوم ورواج

Nazia Kanwal,
Scholor PhD Urdu, NUML Islamabad.
Dr.Nadia Ashraf,
Lecturer Urdu, NUML Islamabad

The Unique Marriage Customs And Traditions Of Balochistan In Urdu Travelogues

The region of Baluchistan, as a firmly gripped one by its rituals and burdened with the load of traditions and customs, is such an area that incorporates the valuable treasure of these values. Urdu travelogues are not only the sources to highlight various themes but also the foundations to express all the aspects of a civilization and culture.These urdu travelogues stand at the top in revealing the culture of any region. This part of our country (the Baluchistan region) is still chained by rituals as well as repressed by the weight of conservatism, which is beyond one's imagination. Urdu Travelogues represent the traditions and rituals of all the districts of Baluchistan in such a way. Consequently, all the cultural features of Baluchi civilization have turned into the movable and valuable source of information. As a result, the reader of Urdu travelogues gets dazed while going through such information. These travelogues have performed a great task in terms of conveying the full information to the readers about the backward and deserted region of Baluchistan which receives no interest of a common person. The Urdu travelogues have fully revealed Baluchistan to pop up the cultural portrait of this region. This is the great contribution of the writers of Urdu travelogues that they have highlighted Balochi traits, cultural aspects, civilization, religious affairs, habits and rituals by decorating the pages through the unique story of Baluchistan. Each leaf of this story dazzles the human mind. This area of our country is still helpless under the weight of traditionalism. This thesis has attempted to reveal and highlight the unique aspects of Balochi traditions, rituals and culture. The current study has also presented the detailed evaluation of Baluchi rituals that take place during the marriage ceremonies across the districts of Baluchistan.

Key Words: Travelogue, Baluchistan,Tribal,Marriage Rituals,Civilisation, Unique Traditions, Boundries of Creeds and Trends,Types of marriages, Primitive traditions, Ritual Bound.

کلیدی الفاظ

سفر نامہ۔ بلوچستان۔ قبائلی۔ شادی بیاہ کے رسوم ورواج، ثقافت۔ منفرد رسومات۔ عقائد ورسومات کی زنجیریں۔ شادی کی اقسام۔ زمانہ قدیم کی روایات، رسومات کے پابند۔

خطہ بلوچستان روایات میں جکڑا ہوا اور رسم و رواج کے ملبے تلے دبا ہوا ایسا خطہ ہے جو اپنے اندر رسم و رواج کا ایک ایسا عظیم خزانہ سموئے ہوئے ہے اردو سفر نامے جہاں مختلف موضوعات کو سامنے لانے کا موجب بنے وہاں تہذیب و ثقافت کے تمام پہلوؤں کے اظہار کا بھی ذریعہ بنے۔ اردو سفر نامے کسی بھی علاقے کی ثقافت کو سامنے لانے میں سر فہرست ہیں۔ ہمارے ملک کا یہ حصہ آج بھی رسم و رواج کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور قدامت پسندی کے ملبے تلے اس طرح دبا ہوا ہے کہ جسکا عام انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اردو سفر ناموں میں بلوچستان کے تمام اضلاع کے رسوم و رواج کو اس طرح پیش کیا گیا ہے۔

جس کی بدولت بلوچستان کے تمام ثقافتی پہلو اس طرح سے اجاگر ہوئے ہیں کہ وہ معلومات کی چلتی پھرتی مورت ہوں معلومات کا ایسا قیمتی سرمایہ ہوں جس نے بلوچستان کو قاری کے سامنے اس طرح لا کھڑا کیا ہے کہ قاری بلوچستان کے رسم و رواج وہاں کی ثقافت کو جان کر مبہوت رہ جاتا ہے۔ خطہ بلوچستان جیسے پسماندہ علاقے کو جس میں عام انسان کو قطعاً دلچسپی نہیں تھی اور نہ ہی بلوچستان جیسے دور افتادہ علاقے تک ان کی رسائی ممکن تھی۔ ایسے میں اردو سفر نامہ نگاروں کا یہ کار عظیم ہے کہ انہوں نے خطہ بلوچستان کو اسطرح پیش کیا ہے کہ قاری بلوچستان کے ہر گوشے سے خوگر ہو گیا ہے اردو سفر نامہ نگاروں نے بلوچستان کو اس طرح سے اجاگر کیا ہے کہ اس خطے کی بھرپور ثقافتی تصویر ابھر کر سامنے آگئی ہے۔

یہ اردو سفر نامہ نگاروں کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ انہوں نے بلوچستان کے خدوخال، ثقافتی پہلو، تہذیب و تمدن، مذہبی امور، عادات اور رسوم و رواج کو اس طرح سے ابھارا ہے کہ بلوچستان ایک منفرد روداد کی صورت میں صفحہ قرطاس کی زینت بنا ہے۔ اس روداد کا ہر ورق انسان کو ایسے حیرت کے سمندر میں دھکیل دیتا ہے جہاں انسان کی عقل ماؤف ہو جاتی ہے۔ ہمارے ملک کا یہ حصہ آج بھی قدامت پسندی کا بوجھ اٹھائے بے بس کھڑا ہے۔ اس مقالے میں بلوچستان کے منفرد رسوم و رواج اور وہاں کے منفرد ثقافتی رنگوں کو سامنے لانے کی سعی کی گئی ہے۔ زیر نظر مقالے میں بلوچستان کے تمام اضلاع میں شادی بیاہ کی رسومات کا مفصل جائزہ پیش کیا جائے گا۔ سفر نامے ہماری تاریخ کا اہم باب ہیں یہ ایک ایسی صنف ہے جس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ یہ قدیم ترین تاریخی و تہذیبی مآخذ ہیں۔ یہ ایک ہمہ جہت صنف ادب ہے۔ جو انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو زیر بحث لاتی ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ اجنبی شہروں اور غیر ممالک کے جغرافیائی اور سماجی حالات سے انسان کو ہمیشہ گہری دلچسپی رہی ہے ایک سیاح جب اپنے جغرافیائی اور سماجی ماحول سے نکل کر کسی دوسرے مقام تک پہنچتا ہے تو اسے وہ تمام چیزیں جو اس کے اپنے مولد و منشا کے مانوس ماحول سے مختلف ہوتی ہیں۔

کسی جگہ کی ثقافت اختلاف ماحول اور اختلاف معاشرت کے باعث دلچسپ اور استعجاب انگیز نظر آتی ہیں۔ وہ باتیں جو مماثلت رکھتی ہیں وہ اپنے اشتراک کی وجہ سے دلچسپی کا محور بن جاتی ہیں سفر نامہ نگار انہیں دوسروں کے لیے بالخصوص اپنے ہم وطنوں کے لیے قلم بند کر لیتا ہے ایسی تحریر ادبی اصطلاح میں سفر نامہ کہلاتی ہے۔

بقول ڈاکٹر مظفر عباس:۔

"سفر نامے ہماری تاریخ کا اہم باب ہیں۔ انسانی علوم و فنون اور تاریخ کے چشمے سفر ناموں ہی سے پھوٹتے ہیں اس لیے سفر ناموں کو قدیم ترین تاریخی و تہذیبی مآخذ قرار دیا گیا ہے۔ سفر ناموں کی یہ صنف ہمہ گیر ہے اور گوناگوں علوم و فنون کا احاطہ کرتی ہے تاریخ کے علاوہ جغرافیہ، نفسیات، نباتات، علم الانسان، نیچرل اور سوشل سائنسز جیسے قدیم علوم سے سفر ناموں کا قریبی تعلق ہے۔" (۱)

سفر نامے اردو زبان کی بیانیہ اصناف میں شامل ہیں۔ سفر نامہ دراصل چشم دید واقعات پر لکھا جاتا ہے۔ سفر ہمیشہ سے انسان کے لیے دلچسپی کا عنصر بنا رہا ہے کیونکہ انسان فطری طور پر تجسس پسند واقع ہوا ہے۔ نئی سے نئی چیزوں کی کھوج نے انسان کو ہمیشہ سرگرد عمل رکھتا ہے۔ دنیا کا آغاز سفر سے ہے اور انجام بھی سفر پر ہی ہے۔ سفر کی بدولت انسان اپنی ذات کی تکمیل کر رہا ہوتا ہے۔ سفر کا ذوق و شوق کتنا حسین ہے کہ انسان نے آغاز زندگی سے اس کا رز پا لیا ہے۔ اس کی طبعیت کی کھوج اسے محو سفر رکھتی ہے اور وہ نئی سے نئی دنیائیں متعارف کراتا چلا جاتا ہے۔

جدید اردو سفر ناموں میں کہانی و داستان کا تاثر بھی ملتا ہے اور ناول و افسانے کا رنگ جھلکتا ہے یہ آپ بیتی بھی ہے اور جگ بیتی بھی طنز و مزاح کا تاثر بھی ملتا ہے اور مذہب، ثقافت اور سیاست و تاریخ جیسے سنجیدہ موضوعات بھی سفر ناموں میں شامل نظر آتے ہیں۔ اردو سفر نامہ ہر صنف کی چاشنی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ سفر نامہ کی دیگر اصناف کے ہم پلہ اور بیک وقت اس میں کئی اصناف کا رنگ جھلکتا محسوس ہوتا ہے۔ بقول بانو قدسیہ:۔

''اب زمانہ تنوع کا ہے رفتار سے وابستہ ہے اب قاری ایک زندگی میں کئی ذائقے اکٹھا کرنا چاہتا ہے اسی لیے یہ دور سفر نامے، روزنامچے، آپ بیتی، جگ بیتی کا ہے۔''(۲)

سفر نامہ ایک ایسی باکمال صنف ہے جس میں سیاح کو انسان کی صحیح پہچان ہو جاتی ہے وہ طرح طرح کے آدمیوں سے ملتا ہے اور اس طرح سے وہ انسان فہم و انسان شناس بن جاتا ہے۔ سیاح کی آنکھ سے تعصب کا پردہ اتر جاتا ہے اور وہ نہایت باریکی سے مشاہدہ کرتا ہے کیونکہ وہ پہلے سے زیادہ حساس اور نازک ہو جاتا ہے۔ فنی اعتبار سے سفر نامے میں تنوع پایا جاتا ہے اور سفر نامہ نگار براہ راست کسی واقعے یا کسی فطری مناظر سے متاثر ہوئے بغیر حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتا چلا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسکی تحریر میں بے ساختگی پائی جاتی ہے۔ اسی ضمن میں محمد خاور نوازش رقمطراز ہیں:۔

''فنی اعتبار سے سفر نامہ اردو زبان کی ایک ایسی بیانیہ صنف ہے جس کا سارا مواد سفر نامہ نگار کے چشم دید واقعات اور تاثرات پر مشتمل ہوتا ہے۔ سفر نامہ ایک سیاح کے وہ تاثرات ہیں جنہیں وہ فطرت کے دلفریب مناظر دیکھنے اور محسوس کرنے کے بعد اپنی تخلیقی صلاحیت کے ذریعے ہمارے سامنے لاتا ہے۔''(۳)

سفر نامہ چونکہ حقیقت پر مبنی ہوتا ہے صداقتوں کا مرقع ہوتا ہے اسی لیے ثقافتی عناصر کو سامنے لانے میں تمام اصناف میں سے سفر نامے ہی ہیں جو سب سے اچھا کردار ادا کرتے ہیں سفر نامے کسی علاقے کی ثقافت کو سامنے لانے کا سب سے اہم ذریعہ ہیں۔ اردو سفر نامے ایسی صنف ہیں جو ادب، مذہب، معاشرت، سیاست اور تاریخ کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ صنف سفر نامہ کسی معاشرے یا خطے کی ثقافت کو پڑھنے اور سمجھنے کے لیے سچ پر مبنی حقائق کو سامنے لاتا ہے۔ اور اہم مواد مہیا کرتا ہے۔

اور یوں ایک قوم اپنی پوری ثقافت کے ساتھ ہمارے سامنے آجاتی ہے یہ اردو سفر ناموں کا ہی امتیاز ہے کہ ہر زاویہ ہمیں کسی قوم یا خطے کی ثقافت کو سمجھنے میں معاون و مددگار ثابت ہوتا ہے۔ ثقافت کا تعلق ذہن سے ہے اسی لیے ثقافت معاشرے کی ذہنی یا داخلی طرز عمل سے واسطہ رکھتی ہے۔ ڈاکٹر جمیل کلچر (ثقافت) کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

''مذہب و عقائد، علوم و اخلاقیات، معاملات اور معاشرے، فنون و ہنر، رسم و رواج، افعال ارادی اور قانون، صرف اوقات وہ ساری عادتیں شامل ہین جن کا انسانی معاشرے کے ایک رکن کی حیثیت سے اکتساب کرتا ہے۔ اور جن کے برتنے سے متضاد و مختلف افراد اور طبقوں میں اشتراک و مماثلت، وحدت اور یکجہتی پیدا ہو جاتی ہے۔''(۴)

ثقافت دراصل ایک تخلیقی رخ ہے، ثقافت فنون لطیفہ، سائنس کی دریافتوں اور ایجادات کے علاوہ عام زندگی میں اپچ، تنوع اور روحانی یافت کی صورت میں اپنی جھلک دکھاتی ہے۔ اردو سفر ناموں میں یہ خوبی پائی جاتی ہے۔ کہ سفر نامہ نگاروں نے سفر نامے کے ثقافتی پہلو کو خوب اچھی طرح سے اجاگر کیا ہے۔ اور یہی ثقافتی رنگ ہمیں یوسف خان کمبل سے لے کر شبلی نعمانی و حسن نظامی تک چیدہ چیدہ سفر ناموں میں جھلکتا نظر آتا ہے۔ جبکہ جدید اردو سفر ناموں میں ثقافتی عنصر بھرپور انداز میں پایا جاتا ہے۔ اردو سفر نامہ نگار جن میں رضا علی عابدی، مستنصر حسین تارڑ، عطاالحق قاسمی، مرزا ادیب، اشفاق احمد، ابن انشاؔ بیگم اختر ریاض الدین، اے حمید، قمر علی عباس، حکیم محمد سعید، سلمی اعوان جیسی شخصیات سرفہرست ہیں جن کے اردو سفر نامے کسی ملک یا علاقے کے ثقافتی رنگوں کو بھرپور انداز میں اجاگر کرتے ہیں۔ نصیر احمد ثقافت کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

''ثقافت شعور کی تاریخ دراصل جمالیاتی شعور کی تاریخ ہے اور جمالیاتی شعور حقیقت میں انسان کی آرزوئے حسن کا شعور ہے۔'' (۵)

مسافر چونکہ ایک طویل عرصہ کسی ملک یا کسی قوم کے ساتھ بسر اوقات کرتا ہے اتنا ہی ان لوگوں کی ثقافت اس کے سامنے واضح ہوتی جاتی ہے۔ کسی خطے کے سفر نامے میں اگر اس خطے کی ثقافت نہ جھلکتی ہو تو وہ مکمل سفر نامہ نہیں کہلاتا۔ کیونکہ صنف سفر نامہ ہی تو کسی علاقے کی ثقافت سامنے لانے کا ذریعہ بنے۔ ثقافت ہی نے اردو سفر ناموں کو معلومات کا ایک خزانہ بنانے میں معاون کردار ادا کیا۔ ثقافت کی عدم موجودگی کسی بھی سفر نامے کو مکمل سفر نامے کا درجہ نہیں دے سکتی۔ ثقافت ہی وہ عنصر ہے جو کسی قوم کے خدوخال کو واضح کرتا ہے۔

بقول رئیس احمد جعفری:۔

''سفر نامہ علمی و ادبی اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا ہے، یہ واحد ادب ہے جس کا تقریباً تمام اہم معاشرتی علوم سے گہرا تعلق ہے۔ مؤرخوں، سوانح نگاروں اور جغرافیہ دانوں نے اس صنف سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ اور اسی وجہ سے دنیا کی تمام چھوٹی بڑی زبانوں کے ادبیات میں سفر ناموں کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔'' سفر وسیلہ ظفر'' صحیح معنوں

میں اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ ''مسافر'' اپنے سفر میں دوسروں کو بھی شریک کرے۔ سفر میں دوسروں کو شریک کرنا اسی طرح ممکن ہے کہ تمام تجربات ومشاہدات کو اس طرح بیان کر دیا جائے سفر نامہ پڑھنے والا انہی راستوں اور گذرگاہوں پر کام فرسا نظر آئے جن سے سفر نامے کا مصنف گزرا ہے۔'' (٦)

عصر حاضر میں اردو ادب میں ایسے معلوماتی سفر ناموں کا آغاز ہوا ہے جن کے ذریعے بہت سی اقوام اور ممالک کی ثقافت کھل کر سامنے آئی ہے۔ اگر دنیا کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ایسا معلوماتی مواد سامنے آتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا کی تمام اقوام اپنے اپنے عقائد ورسومات کی پاسدار ہیں۔ اور ہر قوم کے باسی اپنے اپنے عقائد اور نظریات پر جی جان سے عمل پیرا ہوتے ہیں۔

اور ان عقائد و نظریات سے ذرہ برابر بھی انحراف نہیں کرتے اگر شادی بیاہ کی رسوم ورواج کے حوالے سے دنیا کے کسی بھی خطے کا جائزہ لیا جائے تو ہر قوم اپنی اپنی منفرد رسومات اور روایات کی علمبردار نظر آئے گی۔ ایسا ہی کچھ حال ہمارے ملک کے خطہ بلوچستان کا ہے۔ بلوچ قبائل مختلف اضلاع میں تقسیم ہیں۔ یوں تو سب کی رسومات آپس میں ملتی ہیں مگر پھر بھی کچھ رسومات اور رواج ایک دوسرے سے مختلف ہیں جو انہیں ایک دوسرے سے منفرد بناتے ہیں۔ بلوچ قوم اپنے اپنے رسوم ورواج کے آج بھی پابند ہیں۔ اردو سفر ناموں کی بدولت بلوچستان کی ثقافت کی ہر باریکی عیاں ہوگئی ہے۔ صوبہ بلوچستان کے اضلاع میں شادی بیاہ کے رسوم ورواج کا تفصیلی جائزہ پیش ہے۔ شادی بیاہ کی رسومات/رسوم ورواج

شادی کے اخراجات وتحائف کا طے پانا:۔

شادی کے اخراجات طرفین کی حسب حیثیت ہوتے ہیں۔ اور ولور کے بغیر انکا بیشتر حصہ دولھا والوں کو کچھ زیورات، بستر اور گھریلو فرنیچر کی اشیاء دیتے ہیں ۔ایک جوڑا دولھا کو دیا جاتا ہے امیر خاندان دلہن کو تین ملبوسات اور زیادہ بہتر زیورات اور فرنیچر دیتے ہیں۔ باپ شادی کے وقت اپنی بیٹی کو جو تحائف دیتا ہے اسے بلوچستان میں ''کور'' کہتے ہیں۔ ولور کے علاوہ شادی کے اخرجات طرفین کی حیثیت پر منحصر ہوتے ہیں۔ انکا بیشتر حصہ دولھا کی بارات پر صرف ہوتا ہے۔ دلہن کے والدین عام طور پر اسے ایک پوشاک، چاندی یا پیتل کے زیورات، بستر اور گھریلو ساز وسامان کی کچھ اشیاء دیتے ہیں۔ اگر تحائف کی قیمت ولور کے مقابلے پر رکھ کر دیکھی جائے تو دلہن کو اپنے والدین سے ایک چادر سے زیادہ کچھ نہیں ملتا۔

ولور کی ادائیگی/رسم ولور:۔

ولور کا طریقہ تمام بلوچستان کے اضلاع میں ایک ہی جیسا ہے۔ ضلع ژوب، کوئٹہ پشین، قلعہ سیف اللہ کے جوگیزئی سردار خیل، ہندو باغ کے سرغڑوں میں، فورٹ سنڈیمن کے شیرانیوں میں، مندوخیلوں میں، سنزرخیلوں وغیرہ میں ولور کی ادائیگی ضروری امر ہے۔ سادات کرانی کے سوا جو اپنے عزیز واقارب میں شادی کرنے کی وجہ سے ولور نہیں لیتے باقی قبائل میں ولور کی رقم اور ادائیگی ازدواجی رشتوں میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔ تمام قبائل میں رسم کا انحصار دلہن کے خاندان، اس کی ذاتی صفات اور سائل کی توفیق، عمر اور سماجی حیثیت اور قوت ادائیگی پر منحصر ہے۔ بریگیڈیر اسماعیل صدیقی رقمطراز ہیں:۔

''زرلب کہنے کو تو کتنا خوبصورت لفظ ہے مگر اپنے اندر جتنے دکھ، درد اور بے بسی کی کہانیاں سمیٹے ہوئے وہ سب کچھ بیان کرنے کے لیے ایک دفتر چاہیے۔ یہاں کے رواج میں عام طور پر مرد کو بھی حسن انتخاب کا حق نہیں ہوتا لیکن خاص طور پر عورت کو تو قطعی نہیں۔''(7)

اگر ایک شخص اپنے سے اونچے گھرانے میں شادی کرتا ہے یا ایک معمر آدمی ایک جوان لڑکی سے شادی کا خواہشمند ہے تو اسے عام سائل سے زیادہ قیمت ادا کرنا پڑتی ہے بیوہ کا ولور عموماً دوشیزہ کی نسبت آدھا ہوتا ہے۔ لیکن جوان اور دلکش ہونے کی صورت میں زیادہ بھی مہر موجل نظری عام طور پر تقسیم کیا جاتا ہے یہ رقم عموماً تھوڑی ہوتی ہے کوئٹہ میں سب سے کم پشین میں قدرے زیادہ اور کرانی سادات میں سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ بقول شوکت علی شاہ:۔

''زرولور کے طور پر اکثر بھاری رقم کا مطالبہ ہوتا ہے پرانے وقتوں میں شاید اس کا کوئی جواز ہو لیکن آج کل ایک عام بلوچ اس کے بوجھ تلے تمام عمر دبا رہتا ہے۔ اور اپنی زندگی کا بیشتر حصہ ولور اکٹھا کرنے میں صرف کر دیتا ہے۔''(8)

ولور یالب، زیورات، تھوڑی سی رقم کے علاوہ عموماً بھیڑوں، بکریوں، اونٹوں، مویشیوں یا اسلحہ کی صورت میں ادا کر دیا جاتا ہے ضلع کچھی میں جاٹوں اور بلوچوں کی رسومات ایک جیسی ہوتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ 30 سال قبل ''لب'' سے ناآشنا تھے انہوں نے یہ طریقہ بلوچوں اور براہوئیوں سے سیکھا ہے۔ دلہن کی قیمت یا لب زر اور کنووتی یا لڑکیوں کا تبادلہ ان طریقوں سے جاٹ شرفاء گریز کرتے ہیں پر اب بلوچستان کے تقریباً تمام قبائل لب زر یا ولور کی رسم اپنائے ہوئے ہیں۔ بریگیڈیئر اسماعیل صدیقی رقمطراز ہیں:۔

''اگر ابتدائی گفتگو حوصلہ افزاء ہو تو گھر کا بزرگ یا کوئی قبیلے کا سید لڑکی کے باپ کے پاس جا کر لڑکی کے ولور زر لب یا زبان ناپسندیدہ میں لڑکی کی قیمت کا فیصلہ کرتا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس امر کا یقین کرواتا ہے۔ کہ کتنے جانور اور سامان خورد ونوش، جشن عروسی کے موقع پر پیش کیے جائیں گے۔''(9)

I. رسم بجار:۔

لڑکی کے ماں باپ کو ولور اور شادی کا خرچہ دینے کے لیے جو بوجھ لڑکے پر پڑتا ہے بعض علاقوں اور بعض قبیلوں میں لڑکی کی قیمت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ دولہا کے لیے اسے ادا کرنا ممکن نہیں تو وہ خود یا اپنے والد یا چچا کو اہل قبیلہ اور دوستوں، رشتہ داروں یہاں تک کے اجنبیوں کے پاس تک چندے کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ یہ رسم ''رسم بجار'' کہلاتی ہے۔ ہر کوئی اپنی استطاعت کے مطابق چندہ دیتا ہے کوئی ایک دو بھیڑیں یا ایک اونٹ، اسلحہ یا نقد حق بجار کے طور پر مانگا جاتا ہے۔ عام خاندان کم اور خوشحال گھرانہ زیادہ چندہ دیتا ہے۔

II. ہوکڑہ (منگنی کی رسم):۔

لڑکے کے والدین کو کوئی لڑکی پسند آجائے تو دولھا کا باپ اپنے کچھ عزیزوں جن کو ''مرکہ'' کہتے ہیں ساتھ لے کر لڑکی کے والد کے پاس جا کر رشتہ پکا کر کے ولور کی رقم طے کر لیتا ہے اور لڑکی کا باپ لڑکی کو دیئے جانے والے تحائف کا فیصلہ سنا دیتا ہے۔ لڑکی کی ماں یا دادی، دولھا کو ایک سوئی دیتی ہے جس کے ناکے میں ریشمی دھاگہ پڑا ہوتا ہے اس کے بعد بندوقیں چلائی جاتی ہیں۔ بھیڑیں ذبح کر کے دولھا والوں کی خاطر داری کی جاتی ہے۔

یہ منگنی کی ابتداء ہے اسے ''ہوکڑہ'' کہتے ہیں۔ اچکزئیوں اور دیگر ترینوں میں ''ہوکڑہ'' پر ملا کو بلا کر نکاح پڑھایا جاتا ہے ہوکڑہ کی رسم تمام قبائل میں واجب العمل ہے۔ اگر کوئی مرد اس سے بلا معقول وجہ پھر جائے تو اسے حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ عورت کے سلسلے میں'' ہوکڑہ''قطعی ہوتا ہے۔

ضلع ژوب میں جب معاملہ طے ہو جائے ملا دعا پڑھ لیتا ہے دولھے کے باپ کو مبارکباد دی جاتی ہے۔ ضلع ژوب میں دولھے کے والد دلھن کو چاندی کا ایک زیور پیش کرتے ہیں جسے ''زرنگئی'' کہتے ہیں۔ یہ دوشیزگی کا امتیازی نشان سمجھا جاتا ہے۔ اور اسے ماں بننے سے پہلے اتارا نہیں جا سکتا۔ اس کے بعد بندوقیں چلائی جاتی ہیں۔ یہ منگنی کا باقاعدہ ابتدائی قدم ہے اور ''ہوکڑہ یا غشت'' کہلاتا ہے۔

عورت ہوکڑہ کی پابند ہے سوائے مخصوص حالات کے۔ (زناکاری یا اس کے بارے میں مضبوط شبہ ہو۔) ضلع بولان میں دولھا کا باپ مناسب لڑکی دیکھ کر لڑکی کے باپ (میٹر) کے پاس اپنے رشتہ داروں کے ساتھ جا کر باقاعدہ درخواست کرتا ہے۔ اگر وہ منظور کر لیں تو دعا (فاتحہ) پڑھی جاتی ہے اور مٹھائی تقسیم ہوتی ہے۔ دعا منگنی (سانگ) کو اٹوٹ بناتی ہے۔ بلوچستان میں منگنی کو ''سانگ'' کہا جاتا ہے۔

منگنی کی بھی رسمیں ہیں۔ جیسے کوزدہ، جھمی، کمان بہا، رسم چکانا۔ گدو چھلا وغیرہ یہ سب منگنی سے جڑی ہوتی ہیں۔

1) کوزدہ کی رسم (منگنی کا ایک طریقہ):۔

بلوچستان کے تمام اضلاع میں ایک وفد بنایا جاتا ہے جسے ''میٹر'' کہتے ہیں۔ دلہن کے والد کے پاس جا کر تمام معاملات طے کرتا ہے۔

بقول شوکت علی شاہ:۔

''پہلے مرحلے میں ایک وفد بنایا جاتا ہے جس کو بلوچی اصطلاح میں ''میٹر'' بولتے ہیں یہ وفد لڑکی کے قریبی رشتہ داروں پر مشتمل ہوتا ہے۔اور یہ لوگ میٹر کی صورت میں لڑکی کے گھر جا کر اس کے باپ سے رشتہ مانگتے ہیں اور لڑکی والے اصولی طور پر رضامندی ظاہر کر دیں تو پھر تفصیلات طے کی جاتی ہیں یہ شرائط، حق مہر، زرولور، وٹہ سٹہ کے متعلق ہوتی ہیں۔''(10)

پشین میں دولھے کے رشتہ داروں کا ایک وفد دلہن کے والد کے پاس جاتا ہے اور ولور کا ایک حصہ ادا کر دیتا ہے ضلع ژوب میں دلہن کا والد کشیدہ کردہ کپڑا سرمہ اور تمباکو کی تھیلی اور تحصیل قلعہ سیف اللہ میں ازار بند اور لڑکی کے لباس کا کالر پیش کرتا ہے۔اسے ''کوزدہ'' کہتے ہیں۔اس موقع پر خوشیاں منائی جاتی ہیں اور رقص وغیرہ کیا جاتا ہے۔سادات کوئٹہ میں دولھا کا والد منگنی کے دن دلہن کو سونے یا چاندی کی انگوٹھی اس کی انگشت شہادت میں پہناتا ہے۔کوزدہ کے بعد دولھا کو دلہن کے گھر جانے اور شوہرانہ مراعات سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہوتی ہے۔

ہندو باغ کے سنائیہ کاکڑوں میں ''کوزدہ'' (منگنی) کے بعد دولھا دلہن کو ایک پوشاک اس کے والد کو ایک چادر اور مٹھائی پیش کرتا ہے جسے مجموعی طور پر ''جوڑا'' کہتے ہیں۔اس کے بعد وہ شوہرانہ مراعات کا حقدار ہو کر دلہن کے پاس آتا جاتا ہے۔اگر دلہن میکے میں حاملہ ہو جائے تو شادی کی تاریخ جلد مقرر کی جاتی ہے اور کبھی کبھار دلہا کو (شرمانہ) بھی ادا کرنا پڑتا ہے جو تیس چالیس روپے تک ہوتا ہے۔سنائیہ رسم نکاح دلہن کے گھر پر ہی ادا کرتے ہیں۔مندوخیلوں میں ولور کا کچھ حصہ ''کوزدہ'' کے بعد ادا ہو جائے تو دولہا کو دلہن سے اس کے گھر پر ملنے کی اجازت ہے۔شیرانیوں اور خوستیوں میں نکاح سے پہلے دولہا دلہن کو ملنے نہیں دیا جاتا۔اگر دلہن شادی سے پہلے فوت ہو جائے تو شیرانیوں کے ہاں پوری رقم ولور کی واپس کر دی جاتی ہے جبکہ دوسرے قبائل میں صرف نصف لوٹائی جاتی ہے لیکن ترینوں کے ہاں دولھا لڑکی کے والدین کو جرمانہ بھی ادا کرتا ہے اور یہ ضلع کے تمام بڑے قبائل میں رائج ہے۔

2) کمان بہا:۔

یہ ایک عجیب وغریب بلوچوں کی رسم ہے منگنی طے ہونے کے بعد دولہا دلہن کے سبھی بھائی ورنہ رشتے کے کسی بھائی کو کمان بہا دیا جاتا ہے۔عموماً یہ ایک تحفہ ہوتا ہے جو دولھا کے بھائی یا اس کے عمزاد کو پیش کرتا ہے اور یہ گھوڑا رائفل، تلوار یا کوئی اور ہو سکتا ہے۔اب تو بلوچستان میں نقد ادائیگیاں بھی ہوتی ہیں۔پورے مغربی بلوچستان میں یہ نظریہ اپنے زوروں پر ہے۔

3) رسم چکانا (منگنی کی رسم):۔

مکران میں منگنی (زامتی) کی رسم لب کی رقم اور شادی کی تاریخ مقرر کرنے کے بعد کی جاتی ہے یہ رسم چکانا کہلاتی ہے۔خاران میں منگنی کو سانگ یا ہڈپروشی (ہڈشکنی) کہتے ہیں اسی طرح ضلع چاغی اور ضلع بگٹی میں بھی ''سانگ'' یعنی منگنی کو تمام اضلاع کی طرح اٹوٹ سمجھا جاتا ہے۔اگر کوئی مرد اس سے پھر جائے تو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے عورت کے لیے یہ اٹوٹ سمجھی جاتی ہے۔

4) رسم ہاوٹنگ/گدوچھلاوا:۔

بلوچستان کے اضلاع میں ہاوٹنگ یا رضامندی کی رسم کی جاتی ہے یہ رسم دولھا کے گھر میں انجام دی جاتی ہے اس رسم میں خرچہ بھی لڑکے والے کرتے ہیں۔ دولھا اپنے ہونے والے سسر کو شادی کی ضیافت کی تمام چیزیں (دان وحلب) بھیجتا ہے مکرانی رسم کے خلاف دولہا دلہن کی قیمت بھی دیتا ہے اور حق مہر بھی ادا کرتا ہے۔

بقول بریگیڈیئر اسماعیل صدیقی:۔

''اس رسم کو ''ہاوٹنگ'' یعنی اظہار رضامندی کہا جاتا ہے (اگر اسے ہوٹنگ کر کے ختم کر دیا جاتا تو کتنا اچھا ہوتا) یہ رسم دولہا کے گھر میں انجام پاتی ہے۔جہاں پر لڑکی والوں کو رومال اور انگوٹھی دی جاتی ہے جسے مقامی زبان میں ''گدوچھلاوا'' کہا جاتا ہے اور باہمی رضامندی کو ''سنگ'' یعنی منگنی کہتے ہیں۔یہ سنگ صرف اسی صورت میں ٹوٹ سکتا ہے کہ عورت بے وفائی کرے یا اس پر بے وفائی کا شدید قسم کا شبہ ہو۔''(11)

5) جھمی کی رسم:۔

بلوچستان میں یہ رسم بھی تمام قبائل میں مقبول ہے ابتدائی بات چیت کے بعد لڑکے کی ماں دیگر خواتین اپنے خاندان کی اپنے ساتھ لے کر لڑکی کے گھر جاتی ہے اور وہاں پر جھمی کی رسم ادا کر کے رشتہ پکا کر دیا جاتا ہے اور رشتہ طے کر کے بندوقیں چلائی جاتی ہیں جو رشتے کے طے ہو جانے کی دلیل ہے۔

شوکت علی شاہ اس سلسلے میں رقمطراز ہیں:۔

''ابتدائی گفت وشنید کے بعد لڑکے کی ماں دیگر خواتین کے ہمراہ لڑکی کے گھر جاتی ہے اور دلہن کے سر پر سبز رنگ کی چادر جسے ''جھمی'' کہتے ہیں، ڈال دیتی ہے۔ رشتے طے ہو جانے کا اعلان بندوق کے فائر سے کیا جاتا ہے۔''(12)

6) دری کی رسم:۔

جس طرح شادی سے کچھ دن پہلے لڑکی کو مایوں بٹھایا جاتا ہے بالکل اسی طرح بلوچستان کے اضلاع میں شادی سے سات دن پہلے دلہن کو گھر کے ایک الگ کمرے میں رکھا جاتا ہے۔ جہاں پر اس کی سہیلیاں اس کے ساتھ بیٹھتی ہیں۔ اور اس کی قسمت پر رشک کرتی ہیں۔ رات بھر گانا بجانا کرتی ہیں خوب محفل جمتی ہے۔ عورتیں رات بھر دف کی تھاپ پر گیت گاتی ہیں اور ان کی یہ دلکش آوازیں رات کے حسن کو دوبالا کرتی ہیں۔ یہ رسم "دری" کہلاتی ہے۔

بقول شوکت علی شاہ:۔

''شادی کی تاریخ سے سات یوم قبل دلہن کو گھر کے ایک مخصوص حصے میں رکھا جاتا ہے۔ جسے بلوچی میں ''دری'' کہا جاتا ہے۔''(13)

7) شادی کی رسومات/مہر کا طے ہونا:۔

منگنی (سانگ) کے بعد رشتہ اٹوٹ سمجھا جاتا ہے۔ چند دن بعد دولہا دلہن کو ایک سری (چادر) اور مندری پیش کرتا ہے جو دلہن کے سیدھے ہاتھ کی انگشت شہادت میں پہنائی جاتی ہے جب شادی کرنا ہو تو (سیر) دولہا کا باپ یا سرپرست چند احباب واقارب کے ساتھ دلہن کے والدین کے پاس جا کر ایک رکابی میں ''لب'' ادا کرتا ہے جو دلہن کی قیمت نہیں بلکہ دولہن کے والدین کے لیے ایک تحفہ عزت ہے تاریخ مقرر کر کے شریعت کے مطابق دلہن کے گھر پر نکاح پڑھا دیا جاتا ہے۔ لب کے علاوہ دولہا کو لڑکی کے باپ کو برات کے لیے سامان رسد بھی فراہم کرنا ہوتا ہے۔ دلہن کی قیمت کا افغان نظریہ کوچکوں میں موجود نہیں اور وہ ادائیگی ''لب'' ہے مکران میں لڑکی کی قیمت نہیں دی جاتی۔

8) قاوین یا مہر:۔

بلوچستان کے دیگر حصوں میں مہر کی شرح ہر طبقے میں مختلف ہے صاحب حیثیت کم تر ادا کرتا ہے۔ دولہا اپنے ہونے والے سسر کو شادی کی ضیافت کی تمام چیزیں (دان و حلب) بھیجتا ہے مکرانی رسوم ورواج کے خلاف دولہا یہاں دلہن کی قیمت بھی دیتا ہے اور حق مہر بھی بلوچستان کے دیگر حصوں میں دلہن کے والد یا سرپرست زر لب یا دلہن کی قیمت ادا کرتا ہے۔ حق مہر مانا جاتا ہے اور ہاتھ کے ہاتھ ادا بھی کر دیا جاتا ہے یا پھر دلہن اسے معاف کر دیتی ہے۔

حق مہر کے عوض شوہر کبھی کبھار اپنی بیوی کو ثواب کا ایک حصہ بخش دیتا ہے جو دنیاوی خیرات کے بدلے بعد از مرگ حاصل کرنے کی امید رکھتا ہے یہ حصہ ایک تہائی ہوتا ہے اور ''سیاک'' کہلاتا ہے اور یہ تحفہ شوہر کو دنیا میں حق مہر ادا کرنے سے مبرا کر دیتا ہے۔ مکران میں لب یا جہاز، زر لب کو مکران میں جہاز کہتے ہیں۔ زمینی جائیداد، زیورات اور نوکروں چاکروں کی صورت میں دیا جاتا ہے اور دلہن کی ذاتی جائیداد بن جاتا ہے جس پر اسے حق فروخت بھی حاصل ہے۔ امیروں کے ہاں مہر کی شرح زیادہ مہر معجل بھی ہوتا ہے اور غیر معجل بھی۔ غیر معجل زمین وآب پر مشتمل ہوتا ہے۔ دلہن کو جائیداد کے انتقال کا بھی حق حاصل ہے اگر شادی ناخوشگوار ہو تو ناچاقی کی صورت میں بیوی اپنی معجل جائیداد کا انتظام خود سنبھال لیتی ہے۔ اور شوہر سے غیر معجل مہر ادا کرنے کا بھی مطالبہ کرتی ہے اگر عورت شوہر سے پہلے فوت ہو جائے تو اسلامی قانون میراث پر عمل ہوتا ہے نصف شوہر کو واپس جاتا ہے اور نصف اس مرحومہ کے بچوں کو اور اگر بچے نہ ہوں تو والد کو یا پھر جانشین کو ملتا ہے۔

9) برات:۔

برات کی رسومات بھی خاصی منفرد ہیں۔ بارات مقرر کردہ تاریخ پر بڑی سج دھج کے ساتھ دلہن کی طرف روانہ ہوتی ہے۔ جانوروں کو سجایا جاتا ہے۔ رنگ برنگے لباس زیب تن کرتے ہیں۔اور جس جانور پر دولہا کو بٹھا کر بارات لے جائی جاتی ہے اسے بہت ہی خوبصورت سجایا جاتا ہے۔ بارات بڑی دھوم دھام کے ساتھ دلہن کے گاؤں لے جائی جاتی ہے۔ رقص، موسیقی اور سجاوٹ کے ساتھ بارات روانہ ہوتی ہے۔ کچھ باراتی، گھوڑوں اور کچھ پیدل ناچتے گاتے بارات کے ساتھ روانہ ہوتے ہیں۔

10) جانوروں کا سنگھار:۔

جانوروں کو دلکش انداز میں سجانا بارات کا ایک اہم حصہ ہے۔ دولہا کے دوست مل کر اس کے جانور کو سب سے خوبصورت سجاتے ہیں۔ جس کی شادی ہوتی ہے اس کی خواہش ہوتی ہے اس کا جانور سب سے خوبصورت اور منفرد سجا ہو۔ شوکت علی شاہ اس سلسلے میں رقمطراز ہیں:۔

''دولہا کے اونٹ کی آرائش وزیبائش کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے اونٹ کے گلے اور پاؤں میں گھنٹیاں اور گھنگرو باندھے جاتے ہیں۔''(14)

11) بارات کا کھانا:۔

بلوچستان کے سبھی اضلاع میں صرف مکران کو چھوڑ کر دولہا شادی سے قبل ولور یعنی زر لب یا لڑکی کی قیمت ادا کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ باراتیوں کی ضیافت کے اخراجات کے لیے بھی لڑکی کے باپ کو رقم ادا کرتا ہے۔ بارات کا انتظام سارا لڑکی والے کرتے ہیں مگر اس سارے انتظام کی قیمت لڑکے والے ادا کرتے ہیں۔

شوکت علی شاہ اس سلسلے میں رقمطراز ہیں:۔

''ہر چند کے بارات کی دعوت کا انتظام دلہن والے کرتے ہیں لیکن اس کا بل دولہا کی جیب میں ڈال دیا جاتا ہے صرف جلانے کی لکڑیوں کا خرچ دلہن کے والدین کے ذمے ہوتا ہے۔''(15)

12) بارات کا استقبال:۔

برات کا استقبال بلوچستان کے تمام اضلاع میں بہت زور وشور سے کیا جاتا ہے۔ برات جیسے ہی گاؤں میں پہنچتی ہے تو گاؤں والے شاندار استقبال کے لیے نکل آتے ہیں۔ نوجوان دولہا کے گرد گھیرا ڈال لیتے ہیں اور اپنے مخصوص قبائلی رقص سے ان کا استقبال کرتے ہیں۔ عورتیں مردوں کے ساتھ مل کر گانے گاتی ہیں۔ دلہن کی والدہ بہنیں، رشتہ دار عورتیں، گاؤں کی قریبی سہیلیاں سب مل کر رسمیں کرتے ہیں۔ خوب ہلا گلا کیا جاتا ہے۔ نوجوان لڑکیان نمک ملا آٹا ہاتھوں میں لیے دولہا کی ماں اور بہنوں پر حملہ آور ہوتی ہیں۔اور بڑی مشکل سے منت سماجت کر کے نذرانہ دے کر جان چھڑائی جاتی ہے۔ شوکت علی شاہ اس سلسلے میں رقمطراز ہیں:۔

''جب برات دلہن کے گھر کے قریب اپنی مقرر کردہ جگہ پر پہنچتی ہے تو دلہن کی والدہ، بہنیں، الہڑ دوشیزاؤں کا لشکر لیے آ ٹپکتی ہیں اب چھیڑ چھاڑ شروع ہوتی ہے۔ نوجوان لڑکیاں نمک ملا آٹا ہاتھوں میں لیے دولہا کی ماں اور بہنوں پر حملہ آور ہوتی ہیں غضب کا رن پڑتا ہے منت سماجت کی جاتی ہے ہاتھ جوڑے جاتے ہیں نذر نیاز دی جاتی ہے۔ تب کہیں جا کر ان حسین بھڑوں کے رنگین چنگل سے جان بچتی ہے۔''(16)

13) رسم مہندی اور جانی کی رسم:۔

مہندی کی رات سے لے کر نکاح تک کے اس مختصر سے وقت میں ایک آدمی یا دولہا کے کسی قریبی دوست کو مصاحب خاص کے طور پر دولہا کے ہمراہ رکھا جاتا ہے۔اس کو ''جانی'' کہا جاتا ہے۔ جس کا کام دولہا کے پاس اسلحہ کی حفاظت کرنا اور دولہا کی حفاظت کرنا ہوتا ہے مہندی کے وقت بھی جانی ساتھ ساتھ ہوتا ہے اور جب دلہن کی قریبی رشتے دار خواتین دولہا کو مہندی لگاتی ہیں۔ تو رسم کے مطابق جانی حسب توفیق مہندی کے برتن میں روپے ڈالتا ہے رقم کوئی مقرر نہیں ہے بس روپے جفت کی تعداد میں دیئے جاتے ہیں۔ شوکت علی شاہ اس سلسلے میں رقمطراز ہیں:۔

''رات کی مہندی کے وقت سے لے کر نکاح خوانی تک کی درمیانی مدت کے لیے ایک ہمہ صفت آدمی کو دولہا کا مصاحب خاص بنایا جاتا ہے اس کو براہوی اصطلاح میں ''جانی'' بولتے ہیں اور اگر دولہا کے پاس اسلحہ ہو تو اس کی بھی حفاظت کرتا ہے۔''(17)

(14 دولہا کا غسل:۔

مہندی کے بعد دولہا کے غسل کی باری آتی ہے۔ غسل اور تخت نشینی کی تقریب شام کو ہوتی ہے دراصل بلوچستان میں دولہا کو بادشاہ سمجھا جاتا ہے۔ دولہا کے دوست اور رشتے دار جب دولہا کو نہلانا شروع کرتے ہیں تو یہ اس کے گرد ننگی تلواریں لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ گاتے ناچتے ہیں تلواروں کے سائے میں اس لیے نہلاتے ہیں کہ ننگی تلواروں کے خوف سے بری روحیں دولہا کے قریب نہیں آسکتیں اور وہ تمام مصائب سے دور رہتا ہے۔ غسل کے وقت دولہا کی بہنیں اس کی تعریف میں لوک گیت گاتی ہیں غسل کے بعد دولہا کو شادی کا لباس پہنا کر تلواروں کے سائے میں کسی بزرگ کے مزار پر لے جاتے ہیں جہاں وہ اپنی ہونے والی بیوی اور کامیاب ازدواجی زندگی کے لیے دعائیں کرتا ہے۔اس کے بعد بارات دلہن کے گھر کے لیے روانہ ہوتی ہے۔بقول شوکت علی شاہ کے:۔

”شام کو غسل اور تخت نشینی کی تقریب منعقد ہوتی ہے غسل کے لیے گھر سے تھوڑے فاصلے پر ایک جگہ کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ دولہا نہایت تزک واحتشام سے مقررہ جگہ پہنچتا ہے اس وقت اس کے نوجوان دوست اور اس کے رشتہ دار اس کے ارد گرد تلواریں تانیں پہرہ دیتے ہیں۔ لوڑی (مراثی) تیل، صابن، عطر وغیرہ تیار کر کے لاتا ہے اور دولہا کو غسل کراتا ہے غسل کے بعد دولہا کو نئے کپڑے پہنائے جاتے ہین اور اس موقع پر چند عورتیں طربیہ گیت گاتی ہیں۔“[18]

(15 کوٹھو کی رسم:۔

بلوچی قبائل میں یہ رسم عام ہے۔اس کا مقصد شادی کی تقریبات کو یادگار بنانا ہے۔ ہنسی مذاق، تفریح شادی کو یادگار بناتے ہیں۔جب دولہا دلہن کے گھر کے قریب پہنچتا ہے تو دلہن والے اس کی طرف اون کا بنا ہوا خوبصورت وزنی پھول پھینکتے ہیں جس کو جانی نے پکڑنا ہوتا ہے جانی کو اس پھول کو پکڑنے میں مہارت سے کام لینا پڑتا ہے۔ کیونکہ اسے فتح ونصرت کی دلیل تصور کیا جاتا ہے ناکامی کی صورت میں اسے مذاق اور طنز کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ جانی پھول کو کوٹھو کے خیمے کے پاس لٹکاتا ہے جو کہ اس کی فتح کا نشان ہے۔

اونی پھول سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ ہم نے اپنی کومل اور پھول سی نرم ونازک دلہن تمہارے قدموں میں نچھاور کر دی ہے۔ دولہا کے کوٹھو میں بیٹھتے ہی جس جگہ نکاح پڑھایا جاتا ہے وہاں دولہا دلہن کو تین راتیں گزارنی پڑتی ہیں اس مخصوص جگہ کو کوٹھو کہتے ہیں۔ شادی کی تقریب شروع ہو جاتی ہیں۔ لوڑی یعنی میراثی ڈھول بجاتا ہے اور سریلی آواز میں لوک گیت شروع ہو جاتے ہیں اور ساتھ ساتھ بلوچی رقص اس تقریب کو رنگین بنا دیتا ہے۔

(16 نکاح:۔

دولہا کی طرف سے دو حاضر جواب، اور گفتگو میں ماہر جن کو بلوچی زبان میں ریالو کہا جاتا ہے دلہن کے گھر جاتے ہیں اس کی رضامندی جاننے کے لیے مگر وہاں ان کا واسطہ بوڑھی عورتوں سے پڑتا ہے جو ان سے چھیڑ چھاڑ کرتی ہیں اور ایک ایسی نوک جھونک ہوتی ہے جو نرالی قسم کی ہے تنگ کرتی ہیں تم کون ہو یہاں کیا کرنے آئے ہو کیا لینا ہے ان میں ایک تیز طراز قاصد جواب دیتا ہے ہمیں باشاہ سلامت نے بھیجا ہے ان کی ایک رانی تمہارے پاس ہے وہ ہمارے حوالے کر دو۔ اس پر عورتیں طنز کرتی ہیں کہ ہم نے تو کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا البتہ کچھ پھٹے پرانے کپڑوں میں مفلوک الحال گداگر گاؤں کے باہر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں جو بھوک و پیاس سے نڈھال ہو کر ہڈیاں چبا رہے تھے اور جنگلی درختوں کے کڑوے پتے چبا رہے تھے تمہاری بھلائی اس میں ہے بھاگ جاو نہیں تو ہماری بستی کے پہلوان تمہیں مار مار کر تمہار حلیہ بگاڑ دیں گے۔ اور ایسی عبرت ناک سزا ملے گی ساری عمر یاد رکھو گے۔ ریالو غصے میں آکر انہیں بری بھلی باتیں سنا کر یہ کہ کر چلے جاتے ہیں کہ ہم بادشاہ سلامت سے تمہاری بدزبانیوں کی شکایت کریں لیکن دلہن والے ان دھمکیوں سے ڈرنے کی بجائے ان سے چھیڑ چھاڑ جاری رکھتی ہیں۔ واپسی پر گاؤں کے بچے انہیں کنکر مارتے ہیں اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں قاصد کوٹھو میں جا کر باتیں بناتے ہیں شیخیاں بگھارتے ہیں کہ یہ لوگ لعل (دلہن) آپکی نذر کریں گے۔ بقول شوکت شاہ:۔

”واپسی پر ریالو اپنی تضحیک کو کڑوی دوا کی طرح نگل جاتے ہیں اور کوٹھو میں جا کر شیخی بگھارتے ہیں خدائے بزرگ و برتر ہمارے بادشاہ سلامت کے جلال کو کبھی زوال نہ آنے دے۔ یہ وحشی لوگ ڈینگیں مارنے کے عادی ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ حضور کا لعل (دلہن) ان کے پاس ہے اور یہ ایک نہ ایک دن ضرور عظمت شاہی کے معترف ہو کر لعل آپ کی نذر کریں گے۔“[19]

تھوڑا سا سستا کرچائے وغیرہ پی کر دوبارہ جاتے ہیں یہ رسم تین دفعہ کی جاتی ہے اور خاصی بحث تکرار کے بعد قاصدوں کو یہ کہ کر واپس بھیجا جاتا ہے کہ ہمارے لعل تو پاس آجو بھی تمہاری چیز ہے واپس دے دیں۔ تھوڑی دیر بعد دلہن لائی جاتی ہے اور کوٹھو کے الگ حصے میں بٹھائی جاتی ہے۔ نکاح کی رسومات شروع ہوتی ہیں۔ نکاح کے فوراً بعد دلہن والے ایک بڑے برتن میں دودھ پیش کرتے ہیں پہلے دولہا پھر دولہن پیتے ہیں اس کے بعد یہ بارات میں موجود لوگ پیتے ہیں۔ بقول شوکت شاہ:۔

''نکاح کے بعد فوراً دلہن والوں کی طرف سے ایک بڑے برتن میں دودھ پیش کیا جاتا ہے پہلے دولہا برتن میں سے چند گھونٹ لیتا ہے اس کے بعد دلہن گھونگھٹ میں سے منہ نکال کر اپنے شیریں لب بھگوتی ہے باقی دودھ رقیبان خاص وعام کے حصے میں آتا ہے جو پیتے ہیں اور بدمزہ نہیں ہوتے۔''[۲۵]

17) رخصتی:۔

رات ڈھلے تک یہ رسمیں اپنے اختتام تک پہنچتی ہیں۔ ان قبائل میں دلہن کے گھر پر نکاح ہونے کا رواج ہے وہاں نکاح کے بعد دلہن رخصت ہو کر سسرال چلی جاتی ہے۔ جب دلہن کی پالکی سسرال پہنچتی ہے تو دولہا کی ماں بہنیں اور دوسری عورتیں گھر سے کچھ دور جا کر استقبال کرتی ہیں دلہن کا ماتھا چوم کر گھر لے جاتی ہیں بعض قبائل میں دلہن جب گھر کے اندر داخل ہوتی ہے تو ایک بھیڑ قربان کرکے اس کا دل نکال کر الگ پکا کر ملا سے دم کر کے دل کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑا دولہا کو اور ایک دلہن کو کھلایا جاتا ہے۔

پھر بھیڑ کا گوشت پکا کر ایک رسم کی جاتی ہے اس رسم میں سات سہاگن عورتیں حصہ لیتی ہیں اور جن کی شادی صرف ایک مرتبہ ہوئی ہو وہ اس رسم میں شریک ہوتی ہیں۔ یہ عورتیں ایک ہی پلیٹ میں دولہا دلہن کو گوشت کھلاتی ہیں۔ مکران میں دولہا تین دن نکاح کے بعد دلہن کے گھر رہتا ہے اور چوتھے دن دلہن کو رخصت کرا کے اپنے گھر لے جاتا ہے۔ دلہن کے والدین اس کو زیور، کپڑے، بستر وغیرہ دے کر رخصت کرتے ہیں۔

مذکورہ موضوع پر تحقیق کرنے کا مقصد اردو سفر ناموں میں بلوچستان کے تمام اضلاع کے ثقافتی رنگوں کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ بلوچ قوم کی شادی بیاہ کے رسوم ورواج کو سامنے لاتا ہے جو کہ تمام قبائل میں تقریباً ایک جیسے ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ مختلف ہیں۔ ایک کامیاب سفر نامہ نگار کا ہی یہ طرہ ہے کہ اس نے کس طرح سے معاملات کو کھوجا اور مبہم سے مبہم چیزوں کو اس طرح صفحہ قرطاس پر اتارا ہے جس نے بلوچستان کے سارے ثقافتی رنگ آنکھوں کے سامنے لا کھڑے کیے ہیں۔ بلوچستان کے اضلاع میں بلوچوں کی منگنی اور شادی بیاہ کی رسومات ایسی ہیں جن معاشرتی مسائل، مذہب، عقائد و نظریات، پیسے کا فقدان، امیر وغریب کے معاملات سب پر ایک کامیاب سفر نامہ نگار کی نظر رہتی ہے۔ اور اس کا عمیق مطالعہ ومشاہدہ چیزوں کو باریک بینی سے دیکھنا، معلومات کا ایسا خزانہ سامنے لاتا ہے۔ جس سے نہ صرف قاری لطف اندوز ہوتا ہے بلکہ اس کو ایسی نادر معلومات ملتی ہیں جو شاید وہ وہاں جا کر بھی حاصل نہ کر سکے۔ سفر نامہ نگار جس طرح چیزوں کو کھوجتا ہے بے نقاب کرتا ہے اور جب صفحہ قرطاس پر منتقل کرتا ہے تو وہ معلومات کا ایک ایسا خزانہ بن کر نکھرتا ہے کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ سفر نامہ نگار کسی علاقے کی بود و باش، تہذیب، رہن سہن، ثقافت کو سامنے لاتا ہے اور دنیا کے ان حصوں کی سیر کرا دیتا ہے۔ جہاں انسان پہنچنے کا تصور ہی نہیں کرتا۔ بلوچستان بھی ہمارے ملک کا ایک ایسا ہی حصہ ہے۔ جسے سفر نامہ نگاروں کی دلچسپی نے ہمارے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ اس کے خدوخال، تہذیب وتمدن، ثقافت، عادات، رسوم ورواج سے ہمیں اس طرح روشناس کرایا ہے لگتا ہے جیسے کہ بلوچستان ہماری آنکھوں کے سامنے کھڑا ہے اور ہمیں ان سفر ناموں سے دلچسپ اور معلوماتی بیش بہا قیمتی علم حاصل ہوتا ہے۔

حوالہ جات

1۔ مظفر عباس،ڈاکٹر (پیش لفظ) عجائبات فرہنگ،ازیوسف خان کمبل پوش، گوہر پبلی کیشنز،2010ء، ص:8

2۔ بانو قدسیہ (اندرونی فلیپ) انجمن آرزو،ازانیس الرحمن،ماورا پبلشرز،لاہور،2005ء

3۔ محمد خاور نوازش،اردو سفر نامہ، فن اور روایات،(مطبوعہ) اخبار اردو،اسلام آباد،جون 2008ء، ص:17

4۔ جمیل جالب،ڈاکٹر، پاکستانی کلچر، نیشنل ب فاؤنڈیشن،اسلام آبا،1981ء، ص:42

5۔ نصیر احمد ناصر،ڈاکٹر،اسلامی ثقافت، فیروز سنز،لاہور، س ن، ص:17

6۔ رئیس احمد جعفری،(مرتبہ) سفر نامہ ابن بطوطہ، نفیس اکیڈمی، کراچی،1961ء، ص:3

7۔ محمد اسماعیل صدیقی، بریگیڈیئر (ریٹائرڈ)، آئینہ بلوچستان، جنگ پبلشرز،13 سر آغاخان روڈ،لاہور، ص:34

8۔ شوکت علی شاہ،اجنبی اپنے دیس میں (بلوچستان پر ایک رپورتاژ) گورا پبلشرز،25لوئر مال،لاہور، ص:142

9۔ محمد اسماعیل صدیقی، بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) آئینہ بلوچستان، جنگ پبلشرز،13 سر آغاخان، روڈ،لاہور

10۔ شوکت علی شاہ،اجنبی اپنے دیس میں (بلوچستان پر ایک رپورتاژ)، گورا پبلشرز 25لوئر مال،لاہور، ص:142

11۔ محمد اسماعیل صدیقی، بریگیڈیئر (ریٹائرڈ)، آئینہ بلوچستان، جنگ پبلشرز،13 سر آغاخان روڈ،لاہور، ص:35

12۔ شوکت علی شاہ،اجنبی اپنے دیس میں (بلوچستان پر ایک رپورتاژ) گورا پبلشرز،لوئر مال لاہور، ص:12

13۔ ایضاً، ص:142

14۔ ایضاً، ص:143

15۔ ایضاً، ص:143

16۔ ایضاً، ص:143

17۔ ایضاً، ص:143

18۔ ایضاً، ص:143-144

19۔ ایضاً، ص:145

20۔ ایضاً، ص:146